

”متاعِ آسمانی“

(حرص و شوقِ مالِ فانی)

(تقریر نمبر 9)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

أَلْهَمَكُمُ التَّكَاثُرَ ۚ حَتَّىٰ زُذْتُمُ الْمَقَابِرَ ۗ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۗ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۗ لَتَتَّبِعَنَّ الْبَحِيمَ ۗ لَمَّا لَتَّوَتْهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۗ ثُمَّ كُنْتُمْ عِلْمَ الْيَوْمِ ۗ

عَنِ النَّعِيمِ (سورۃ التکاثر)

تمہیں غافل کر دیا ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی دوڑنے۔ یہاں تک کہ تم نے مقبروں کی بھی زیارت کی۔ خبردار! تم ضرور جان لو گے۔ پھر خبردار! تم ضرور جان لو گے۔ خبردار! اگر تم یقینی علم کی حد تک جان لو۔ تو ضرور تم جہنم کو دیکھ لو گے۔ پھر تم ضرور اُسے آنکھوں دیکھے یقین کی طرح دیکھو گے۔ پھر اس دن تم ناز و نعم کے متعلق ضرور پوچھے جاؤ گے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے پیارے بھائیو! متاعِ آسمانی پر تقاریر کا سلسلہ جاری ہے۔ آسمانی متاع پر مختلف انداز اور حیثیتوں و جہتوں میں آٹھ تقاریر ہو چکی ہیں۔ نویں تقریر میں میری گفتگو کا رُخ حضرت مسیح موعودؑ کے اوپر پڑھے گئے شعر کے پہلے مصرع کی طرف ہے۔ جس میں آپ احبابِ جماعت کو بالخصوص اپنی اولاد کو (کیونکہ آپ نے یہ منظوم کلام اپنے تین بچوں کی آئین کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے) یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم کہاں تک حرص، لالچ، مال اور دھن کی ہوس اور اُس کا شوق و رغبت رکھو گے۔ یہ چیزیں فانی ہیں، ختم ہو جانے والی ہیں، ان کا فائدہ لازم ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس دنیا کی عارضی دولت، جاہ و حشمت اور مادی اشیاء ہمیں کوئی فائدہ نہیں دینے جارہیں۔ بلکہ سورۃ التکاثر میں جس کی تلاوت میں اوپر کر آیا ہوں بتایا گیا ہے کہ جو بھی ناز و نعمت اس دنیا میں آپ کو ملا ہے۔ اگر تم اس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے فخر و تکبر کرو گے تو یہ خسارے کا سودا ہے۔ تم ان نعمتوں کے درست اور بر محل استعمال بارے لازماً آخری روز پوچھے جاؤ گے۔ اس سے ایک اور بیماری "حسد" بھی جنم لیتی ہے۔ ایک کی جاہ و حشمت دیکھ کر دوسرے کے دل میں خیال آتا ہے کہ اس طرح کی مال و دولت مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ اس مضمون کو بہت سے دانشوروں نے مختلف انداز میں اصلاحِ احوال کے لئے سمجھایا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ انسان خالی ہاتھ آیا اور باوجود بے شمار مال و متاع ہونے کے خالی ہاتھ ہی جائے گا۔ ایک معروف شاعر امجد اسلام امجد نے کہا کہ

حسابِ عمر کا اتنا سا گوشوارہ ہے
تمہیں نکال کر دیکھا تو سب خسارہ ہے

پھر تاریخ میں لکھا ہے کہ جتنا بڑا آدمی بے شک ہو۔ اُس کے اعمال اور اُن کے فوائد و منافع ہی اُس کے ساتھ جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یونان کا عظیم بادشاہ اسکندر اعظم جو آدمی دنیا کا فاتح تھا۔ جب فوت ہونے لگا تو اُس نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر رکھنا تاؤ نیا یہ جان لے کہ اتنا بڑا بادشاہ بھی خالی ہاتھ دنیا

سے اٹھ گیا۔ یہ ہے زندگی کا خلاصہ۔ اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخاطب ہو کر بڑے درد سے اپنے پیروکاروں کو فرمایا کہ اب وقت ہے کہ اٹھو اور آسمان سے آنے والی متاع کو تلاش کرو۔ متاعِ آسمانی وہ خزانے ہیں جو اڈال تو فنا نہیں ہوتے جس میں وہ تمام امور شامل ہیں جن کا ذکر میں پہلی 7-8 تقاریر میں کر چکا ہوں۔ جن میں اللہ تعالیٰ، رسول کریم، قرآن کریم، صحابہ رسول، حضرت مسیح موعود، خلافت علی منہاج النبوة شامل ہیں۔ پس یہ شعر ہمیں غفلت سے جگاتا ہے۔ ہمیں اپنی ترجیحات بدلنے اور عارضی فائدے کے لئے مستقل نقصان نہ اٹھاؤ۔ پرندے بن کر آسمانوں میں پرواز کرو نہ کہ کیڑے مکوڑے کی طرح زمین پر چل کر کسی کے پاؤں کے نیچے آکر اپنی زندگی کھودو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ سب سے سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے۔ لبید کا یہ کلمہ ہے اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلٌ کہ سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 800)

سامعین! آئیں! اب دیکھیں کہ اسلام نے حرص و لالچ، مال کی ناجائز حد تک ہوس کے خلاف کیا تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 53 میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا مَا أَفْضَلَ اللّٰهُ بِهِ بَغْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اس کی حرص نہ کیا کرو۔ حضرت مصلح موعودؑ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا اس کی خواہش نہ کیا کرو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس کی کیا ہی تفسیر فرمائی ہے۔ ”اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے جو صفتِ رحمانی سے ملتا ہے اور کچھ بدلہ میں جو صفتِ رحیمی کا عطیہ ہے۔ حُسن و جمال، رنگت، جسم، طاقت وغیرہ میں، تفضل میں، تفضل انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ پس اس میں دخل نہ دو۔ یہ دخل دینا تمنا کہلاتا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 19)

تمنا۔ آرزو، خواہش، لالچ اور حرص کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو دیا، نعماء سے نوازا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ بلاوجہ حرص و شوقِ مال کی تمنا نہیں کرنا چاہیے۔ اس آیت کے اگلے حصہ لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا لَكُمُ الْوَسْطَانِ تفسیر میں آپؐ نے فرمایا کہ ”انسان کے لئے کچھ کرنے کے کام ہیں۔ ان کاموں میں اللہ کا فضل مانگو۔“

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 19)

یعنی بجائے حرص و لالچ کرنے کے، بجائے حسد و بغض کرنے کے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہو۔ یہ اسلامی تعلیم ہے جس کو اپنانا چاہیے اور رواج دینا چاہیے۔ کیونکہ یہی متاعِ آسمانی ہے۔ جس متاع سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔

انسان ہر وقت کچھ پانے کی جدوجہد میں اگر لگا رہے ہر وقت اُس کا دھیان اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر کرنے کی دوڑ میں ہی لگا رہے تو اُس کی زندگی میں سکون کے بجائے اور پریشانی اور الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے ایک مؤمن کو قناعت کا سبق دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں، کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں بھی یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو۔ کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے لنگوٹ یا جاگلیہ پہنا ہو گا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی! کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیا ہوتا ہے۔ اس گھوڑ سوار کو تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح پوری ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 326)

سامعین! جہاں تک ذخیرہ اندوزی اور اموال کو اکٹھا کرنے کا تعلق ہے۔ اُس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے سورۃ النکاثر میں کر دی۔ جس کی تلاوت و ترجمہ ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ تَنكَأُتُ۔ ایک دوسرے پر زیادتِ مال کی حرص کرنے کو کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ فرماتے ہیں کہ

”اسی واسطے کہا گیا ہے کہ مَنْ شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمٌ کہ جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ تمہارا بت ہے یا تمہارے لیے بت ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 450)

سورۃ النکاح میں مال اکٹھا کرنے کے جن نقصانات کا ذکر ہے۔ اُس کی تفصیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ فرماتے ہیں:

”صحیحین میں روایت ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اُس کی جوان رہ جاتی ہیں۔ ایک اُن میں سے حرصِ مال ہے۔ ابو ہریرہؓ سے یہ مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ النکاح پڑھی اور پھر فرمایا۔ بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے۔ حالانکہ اس کا مال تو صرف اتنا ہی ہے جو کھالیا۔ وہ تو فنا کر دیا اور جو پہن لیا اس کو پُرانا کر دیا اور جو خدا کی راہ میں دے دیا اس کو آگے کے لئے جمع کیا۔ ان تین قسموں کے سوا جو کچھ اور مال ہے وہ تو لوگوں کا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 450)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر ابن آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی مال کی بھری ہوئی مل جائے اور ابن آدم (انسان) کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔“

پھر فرمایا:

”دو بھوکے بھیڑے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔“

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں“

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ)

سامعین! قرآن میں ان بیماریوں کے نقصانات سے بچنے کے ذکر کے بعد ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالِ زرّین کی طرف چلتے ہیں۔

”مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ اَلْهَيْكُمُ التَّكَاثُرُ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ آپ نے فرمایا اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا، پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا۔“

(مسلم کتاب الزہد والرقائق باب الدنيا من وجنة الكافر 5244)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جنہوں نے سینے تک لوہے کی قمیص پہنی ہوئی ہے جس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سخی جب کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کی آہنی قمیص کا حلقہ کھل جاتا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ قمیص کھل جاتی ہے اور آخر کار وہ اس کی جکڑ سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن بخیل کو وہ قمیص جکڑتی چلی جاتی ہے اور اس طرح اس کی گرفت بڑھتی جاتی ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل سنن البکثرین من الصحابہ۔ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ 7483)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔ بے حیائی اور زیادہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے بخل، حرص اور کینہ سے بچو کیونکہ اسی عیب نے پہلوں کو برباد کیا ہے۔ اس نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اس لیے انہوں نے انہوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اس نے ان کو بخل پر آمادہ کیا اور وہ بخیل بن گئے اس نے ان کو فسق و فجور پر آمادہ کیا اور وہ فاسق و فاجر بن گئے۔

(مسند احمد بن حنبل سنن البکثرین من الصحابہ۔ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ 6837)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متوازن زندگی اور میانہ روی کی بہت ترغیب دلائی ہے۔ ایک موقع پر معیشت کا ایک اصول یوں بیان فرمایا۔

اَلْاَقْتِصَاذُ فِي النَّفَقَاتِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 781)

کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔
پھر ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یوں نصیحت فرمائی کہ
كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِدٌ سَبِيلِ

(بخاری کتاب الرقاق)

کہ تو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ چلتا مسافر۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق بھی مسافر کا لفظ ایک جگہ استعمال فرمایا ہے کہ میں تو مسافر کی طرح ہوں۔ ایک جگہ تھوڑا سا سستا کر اگلے مقام پر چل دیتا ہوں۔ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے کوئی عمل بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھ سے محبت کریں تو آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور اُس سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزہد)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اسکو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لا شریک دیکھنا چاہتا ہے۔“

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہمیں سمجھنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ہماری عبادتوں میں آڑے نہ آئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے نہ روکے۔ مال و دولت کی کمائی میں مصروفیت ہمیں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے غافل کرنے والی نہ ہو اور اسی طرح دوسرے کی دولت اور جائیداد پر حرص کی نظر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ حرص کی نظر ہی ہے جو پھر دوسروں کو نقصان پہنچانے کی سوچ بھی پیدا کرتی ہے اور دنیا میں جو فساد ہے وہ بھی اسی حرص کی وجہ سے ہے۔ بڑی بڑی طاقتیں چھوٹے ملکوں پر صرف اس لئے نظر رکھ رہی ہیں کہ یہ ہمارے زیر نگیں ہوں گے اور ان کی جو دولت ہے، ان کے جو قدرتی وسائل ہیں ان سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ پس جب دوسروں کی دولت پر نظر ہو تو دنیا میں یہ فساد بھی اسی لئے پیدا ہوتا ہے چاہے وہ افراد کے درمیان میں ہو یا بڑی حکومتوں کے درمیان میں ہو۔ اس لئے فرمایا تم میں قناعت پیدا ہونی چاہئے۔ دوسروں کو حرص سے نہ دیکھو۔ ہاں اپنی صلاحیتوں اور اپنے ہنر کو کام میں لاؤ۔ محنت کرو اور جب انسان محنت کرے تو پھر دولت کمانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ مال اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے میں بھی روک نہ بنے۔“

(5 مئی 2017ء)

ہمارے پیارے امام ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

” اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَوَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيٰوةُ الْغٰیِبَةُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت: 65)۔ یعنی اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشاکے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔ فرمایا کہ مومنوں کو چاہئے کہ اس دنیا کی زندگی اور اس کی چکا چوند ہی اپنی زندگی کا مقصد نہ سمجھ لیں۔ یہ تو کافروں کا کام ہے کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ اصل مقصد اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ نہ کہ دنیا کے پیچھے دوڑنا۔ اور جب تک انسان میں قناعت پیدا نہ ہو، سادگی پیدا نہ ہو وہ ہمیشہ مالی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ اگر قناعت ہوگی تو اس کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوگی کہ فلاں کے پاس کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس بات پر عمل کرے گا کہ نیکیوں میں اپنے سے بہتر کو دیکھو اور رشک کرو اور پھر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور ہمیشہ یہ سامنے رہے گا کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے لئے چاہتا ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کر کے اس کا قرب حاصل کریں۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں بھی یہی کہا کہ کاش تم جانتے کہ دنیا کی طرف بڑھ کر کس تباہی کی طرف تم جا رہے ہو۔ دنیا کی سہولیات اور چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ضرور اٹھانا

چاہئے۔ لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے غلط راستے اپنانا، جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر قناعت نہ کرنا اور دوسرے سے حسد کرنا، اپنی زندگی کو سادہ بنا کر اپنے اخراجات کو کنٹرول کر کے دین کی ضروریات کے لئے قربانی نہ دینا برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال برائی نہیں ہے بلکہ وہ سوچ جس کے تحت بعض ایسے کام کئے جاتے ہیں وہ بُرائی ہے اور ہر احمدی کو بہر حال اس سے بچنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23/ اپریل 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزر: منہاس محمود۔ جرمنی)

